پندرھویں قسط

# مارکسیزم

# ایران میں اشتراکی تحریک

عہد حاضر کے دوران اس منطقے میں جہاں ہم آباد ہیں دو اہم واقعات رونما ہوئے۔ اگرچہ دونوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ تو نہیں کیا جا سکتا لیکن انقلاب کے پس منظر میں اسلام اور مارکسیزم کے درمیان جو نمایاں فرق ہے وہ ان واقعات سے واضح ہو جاتا ہے۔ ان میں سے پہلا واقعہ ایران کا اسلامی انقلاب ہے اور دوسرا مارکسی بغاوت کا وہ فتنہ ہے جو افغانستان میں برپا ہوا۔

ایران کے اسلامی انقلاب کے دوران شاہ کی حکومت اور اس کے سامراجی حامی وطرفدار عوام کی شدید تنقید کا نشانہ بنے رہے۔ اس جدّوجہد کی اصل طاقت مسلم مجاہدین تھے جن کا تعاقب ساواک کرتی رہتی اور ایذا رسانی نیز موت کے گھاٹ اُتارنے میں ذرا بھی دریغ نہ کرتی۔ مسلم مجاہدین کے علاوہ آزادی پسند ( LIBERALISM. ) اور اشتراکیت پسند ( COMMUNIST ) عوام بھی جو انواع واقسام کے گروہوں میں منقسم تھے اپنے تنقیدی نظریات کا اظہار کرتے رہتے۔ اشتراکی گروہ جن میں تودہ نامی ممنوعہ جماعت بھی شامل تھی ملک کے باہر سے سرگرم عمل تھی۔ جس وقت انقلابی تحریک ہر طرف پھیل گئی تو جلد ہی یہ بات بھی عیاں ہو گئی کہ امام خمینی کی قیادت میں مسلم مجاہدین کا عوام کے افکار و خیالات پر بے پناہ غلبہ اور اثر ورسوخ ہے۔ امام خمینی کی رہنمائی میں نہتّے عوام نے اس حکومت کا مقابلہ کیا جو سر سے پیر تک ہتھیاروں سے مسلّح تھی۔ ان عوام نے تمام آلام و مصائب اور روحانی وجانی نقصانات برداشت کر کے اپنی جدّوجہد کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ شاہ کی پہاڑ جیسی سخت حکومت برف کی طرح پگھلنے لگی۔ شاہ کو فرار کرتے ہی بن پڑی حضرت امام خمینی جلاوطنی کے بعد دوبارہ ایران تشریف لائے۔ اور اب اس انقلاب نے جس میں کروڑوں انسانوں کی فتح ونصرت شامل تھی اپنے مطلوبہ نظام کی تعمیر کا آغاز کر دیا۔

آزادی پسند اور اشتراکیت پسند گروہ اُن چند برسوں کے دوران جب کہ انقلاب رونما ہوا اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہونے لگے۔ درحقیقت یہ دونوں گروہ ایسی طاقتیں تھیں جنہیں اسلامی انقلاب سے کوئی سروکار نہ تھا البتہ وہ اس میں تصادم اور اختلاف پیدا کرنا چاہتی تھیں۔ اسلامی انقلاب حقیقی معنوں میں ایسا انقلاب تھا جس نے نہایت ہی وسیع پیمانے پر عوام کے درمیان مقبولیت حاصل کی اور یہ انقلاب امام خمینی کی قیادت میں اسلام کے زیر پرچم قربانی وشہادت کے نام پر کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

## افغانستان کی بغاوت:۔

اگر افغانستان کے انقلاب کو اصطلاحاً انقلاب کہا جا سکتا ہے تو اس میں وہاں کے عوام کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ حقیقی معنوں میں یہ انقلاب نہ تھا بلکہ کمیونسٹ پارٹی کی طرف سے ایک فوجی شورش و بغاوت تھی جو وہاں بپا کی گئی۔ چنانچہ جلد ہی دو اشتراکی گروہ یعنی 'پرچم' اور 'خلق' جو ظاہراً باہم معاون تھے مگر اندرونی طور پر سخت دشمن تھے ایک دوسرے کی شدید مخالفت پر اُتر آئے۔ جب پرچمیوں کو میدان سیاست سے نکالا گیا تو فوجی بغاوت نے دوسرا رخ اختیار کیا۔ اس مرتبہ پرچمی اور روسی فوجی میدان سیاست میں ایک ساتھ مل کر وارد ہوئے۔ انہوں نے "خلق" جماعت کو قیادت سے محروم کر دیا اور حفیظ اللہ امینی کو قتل کرا دیا۔ یہ بات مکمّل طور پر واضح ہے کہ افغانستان میں جو واقعات رونما

ہوئے وہ ایک ایسی اقلیتی جماعت کی تحریک کا نتیجہ تھے جس کا عوام پر ذرا بھی اثر نہ تھا۔ چنانچہ اس اقلیتی گروہ نے نہ صرف اپنے لیے بلکہ اپنی حامی وطرفدار حکومت کے لیے بھی عالمی سطح پر پریشانیاں پیدا کررکھی ہیں نیز افغانستان کی اس بغاوت پر شروع سے ہی مسلم مجاہدین کا دباؤ رہا ہے۔ اور آج بھی ان کی اپنی جدّوجہد حکومت کی طاقت اور روسی دباؤ کے خلاف جاری ہے۔

اس صورت حال کی وجہ یہ ہے کہ مارکسی نظریے ( IDEOLOGY ) نے ایک کمزور

> اقلیتی گروہ کا نے نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی حامی وطرفدار حکومت کیلئے بھی عالمی سطح پر پریشانیاں پیدا کر رکھی ہیں نیز افغانستان کی اس بغاوت پر شروع سے ہی مسلم مجاہدین کا دباؤ رہا ہے اور آج بھی ان کی جدوجہد حکومت کی طاقت اور روسی دباؤ کے خلاف جاری ہے

طاقت کی سازش کو پورے معاشرے پر مسلط کردیا مگر اب اس کا تصادم افغانستان کے اس اسلامی معاشرے سے ہے جو ان اثرات کی مزاحمت کرتا ہے چنانچہ اس وقت افغانستان میں جو کشمکش و آویزش پائی جاتی ہے وہ آسانی سے دور ہونے والی نہیں۔ ایران کے اسلامی انقلاب کا افغانستان کی مارکسی بغاوت سے مقابلہ کیا جائے تو اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ چونکہ مارکسی نظریے کا کل انحصار جبر وطاقت پر رہا ہے اور وہ روحانیت کو تسلیم نہیں کرتا اسی لئے اسلامی انقلاب اس نظریے کی اعلانیہ تردید کرتا ہے۔

## تاریخ اور اس کے متعلق مارکسیزم کا جبری فیصلہ

روس میں تاریخ سے متعلق درسی کتابیں جو کروڑوں کی تعداد میں شائع ہوتی ہیں نیز تاریخ کے موضوع پر عمومی اور خصوصی مطالعے کیلئے جو کتابیں وہاں تالیف کی جاتی ہیں ان میں انسانی تاریخ کو پانچ حصّوں میں اس ترتیب سے تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) ابتدائی معاشرہ (۲) معاشرہ دارۂ غلامی (۳) جاگیر دارانہ معاشرہ، (۴) سرمایہ دارانہ معاشرہ، (۵) اشتراکی معاشرہ۔

اگرچہ اجتماعی نظام کوئی ایسا عنوان نہیں ہے جو اپنے موضوع کے اعتبار سے بالکل نیا ہو۔ لیکن تمام اجتماعی نظامات کو جمع کرکے سب سے آخر میں ان کے ساتھ اشتراکی نظام کو چسپاں کردینا واقعی ایک بات ہے۔ یہ سب باتیں کہنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی خواہ کسی بھی راہ سے گذرے مگر انجام کار اس کی آخری منزل اشتراکیت ہی ہوتی ہے۔

اس وسیع ومتنوع دنیا میں تمام چیزوں کا پانچ نظاموں کے تحت خلاصہ کردینا ایک قسم کا جبری فیصلہ ہے۔ ایشیا نیز سیاہ براعظم افریقہ کے علاوہ میکسیکو اور پیرو میں بسنے والی اینکا اور آزٹک اقوام کا جس تمدّن سے تعلق رہا ہے وہ ایک جداگانہ معاشرہ تھا۔ ان اقوام کے سامنے روم، یونان، فرانس، اٹلی، جرمنی اور انگلستان کے تمدّن بطور نمونہ نہیں رہے۔

غلامی نے یونان اور روم اور بالخصوص روم میں بہت بڑی حد تک ارتقا کا استثنائی سفر طے کیا ہے چنانچہ جس زمانے میں ارتقائی سفر جاری تھا اس وقت جرمن اور اسلاؤ جیسے بڑے قبائل کے ترک وطن کی وجہ سے روم میں غلاموں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی تھی جو پیداوار کے تمام شعبوں پر اثر انداز ہوئی جس زمانے میں رومی نظام برقرار تھا سفید فام غلاموں کی تعداد کافی حد تک کم ہوئی مگر اس نظام کو ایشیا کے لیے کسی طرح بھی ایک مثالی نظام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مثال کے طور پر ایران کو ہی لے لیجئے یہاں غلامی کا رواج روم کے غلامانہ نظام کے ہرگز مشابہ نہ تھا بلکہ روم کے مقابلے میں یہ کہیں

> جس زمانے میں رومی نظام برقرار تھا سفید فام غلاموں کی تعداد کافی حد تک کم ہوئی مگر اس نظام کو ایشیا کیلئے کسی طرح بھی ایک مثالی نظام قرار نہیں دیا جاسکتا۔

محدود تھا۔ اس ملک میں بڑے بڑے زمینداروں یا جاگیرداروں نے اپنے امور کو اس طرح مرتب ومنظم نہیں کر رکھا تھا جب کہ فرانس اور انگلستان میں دستور تھا۔ اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ مشرق میں جو ستمگرانہ نظام رائج تھا وہ مغربی نظام کے مماثل ہرگز نہ تھا۔

اسی طرح مغربی ایشیا میں بشمول ایران آبیاری کا جو نظام رائج تھا اس کی نظیر یورپ میں کہیں نہیں ملتی۔ اس قسم کے مخصوص معاملات کی مثالیں اور بھی

(باقی ص ۴۶ پر)